درہم و دینار

مستقبل کے اسلامی سکّے

پیش لفظ

مجھے خوشی ہے کہ یہ کتابچہ یہاں کوالا لمپور، ملائیشیا میں لکھا گیا، وہ شہر جو برسہا برس سے مجھ پر مہربان اور مہمان نواز رہا ہے۔اور یہ کہ یہ ۱۴۲۸ھ کے مبارک ماہ رمضان میں اس وقت مکمل ہوا جب کہ میں یہاں ایک سالہ اسلامی خطابات اور سیاحت کی غرض سے اپنے گھر کی آسائش اور آرام سے دور ہوں جو ٹرینیڈاڈ، کیریبین میں ہے۔ایک مصنف جب دوران سفر کوئی کتاب لکھتا ہے، جیسا کہ عظیم اسلامی مصنفوں نے ہمارے روشن دور میں کیا، اس کو اپنے ذاتی کتب خانے کی غیر موجودگی کی وجہ سے بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اکثر و بیشتر اسے صرف اپنی یادداشت سے کام لینا پڑتا ہے اور اس کی وجہ سے چھوٹی موٹی غلطیاں یقیناً ہوتی ہیں اور میں ایسی تمام خطاؤں کے لئے معذرت خواہ ہوں۔

یہ کتابچہ جان بوجھ کر مختصر رکھا گیا ہے تاکہ لوگوں کو اسے پڑھنے کی طرف ترغیب دلائی جائے۔اس کی زبان کو بھی بہت آسان رکھا گیا ہے تاکہ موٹی موٹی اور دقیق معاشی اسطلاحات سے قاری کو دشواری نہ ہو۔اس لئے ایک عام قاری کو اسے پڑھنے میں کوئی دشواری انشااللہ پیش نہیں آئے گی۔اس بات کا قوی امکان موجود ہے کہ اس کتاب کے چھپنے کے بعد انتہائی مستقبل قریب میں معاشی میدان میں بے شمار تکلیف دہ واقعات رونما ہوں گے جو اس کتابچہ کی تحریر کی حمائت کریں گے۔اس لئے قاری کو اس مضمون کا تجزیہ کرنے میں دیر نہیں لگانی چاہئے، اور اگر وہ ہماری بات سے اتفاق کرتا ہے تو اس میں بھی دیر نہیں کرنی چاہئے کہ وہ اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے مناسب راستہ تلاش کرے۔اس کے ساتھ ہی جتنی جلدی ہو سکے، اس کتاب کا زیادہ سے زیادہ زبانوں میں ممکن ہو ترجمہ کر کے اسے پھیلایا جائے اور اسی لئے اس کتاب کے حقوق کو محفوظ نہیں کیا گیا ہے۔اور وہ لوگ جو اس کتاب کے مندرجات سے اتفاق نہیں کرتے، جب یہ واقعات عنقریب معاشی دنیا میں برپا ہوں گے اس وقت وہ اپنے آپ کو ایک ایسے شش و پنج میں گرفتار پائیں گے جس سے نکل نہ پائیں گے۔

اس موقعہ پر میں ایک سادہ اور پرخلوص ملائیشیائی سابق بینکر محترمہ نِک ماہانی محمد کی جدوجہد اور کوششوں پر اپنی دلی مسرت اور فخر و انبساط کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو انہوں نے اپنے ملک میں اسلامی بنک کے اجرا میں کی ہیں۔انہیں آج سے کچھ برس قبل ملائیشیا

کے شاہی ٹکسال میں میرے ایک خطاب کو سن کر نام نہاد اسلامی بنکوں کے دھوکے اور فریب کا اندازہ ہوا اور وہ ایڑیوں کے بل گھوم گئیں، انہوں نے اپنا راستہ تبدیل کیا اور انتہائی بہادری اور ہمت کے ساتھ سونے کے دینار اور سود سے پاک معاشی نظام کو قائم کرنے کی کوششوں میں تن من دھن سے لگ گئیں۔ کوالالمپور ملائیشیا میں جو بین الاقوامی کانفرنس ''گولڈ دینار معاشی نظام'' جولائی ۲۰۰۷ء میں ہوئی وہ ان کی اور میرے عزیز شاگرد شیراز الدین احمد شاہ کی کوششوں کا ثمرہ تھی اور اسی کانفرنس میں اس کتاب کے حصے پڑھے گئے تھے۔

اللہ باری تعالیٰ میری بہن نِک ماہانی محمد کی کوششوں کو کامیاب کریں کہ وہ دینار اور سود سے پاک معاشی نظام کو رائج کر سکیں آمین۔ اور اس کے ساتھ ہی امید ہے کہ بہت سے دوسرے حضرات بھی ان کا ہاتھ بٹانے کے لئے آگے بڑھیں۔ آمین۔

عمران حسین

کوالالمپور، ملائیشیا

رمضان ۱۴۲۸ء بمطابق اکتوبر ۲۰۰۷ء

حرف اول

حضرت ابوبکر بن ابی مریمؓ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے پیغمبر آخر حضور نبی کریم صادق وامین ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''عنقریب بنی نوع انسان پر وہ وقت ضرور آنے والا ہے جب دینار (یعنی سونے کا سکہ) اور درہم (یعنی چاندی کا سکہ) کے علاوہ کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہے گی جو انسان کے کام کی ہوگی''۔ مسند احمد (یہ بشارت اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ موجودہ فریبی مالیاتی نظام جو اس وقت پوری دنیا پر چھایا ہوا ہے، ایک دن یقیناً تباہ ہو جائے گا)۔

حیران کن بات یہ ہے کہ ایک ایسے وقت میں جب کہ دشمن عنقریب اپنے مالیاتی گوانٹانامو کے قید خانے پر آہنی دروازے لگا کر اسے بند کرنے والا ہے، ہم میں سے اکثر مسلمان یورپ کے بنائے ہوئے موجودہ مالیاتی نظام کے ابلیسی فریب سے ناواقف ہیں۔ کسی نے اس مصنف پر یہ الزام بھی لگایا کہ روپے پیسوں کے معاملات میں اسکے خیالات عجیب ہیں۔ ایسا لگتا ہے لوگوں کو اس بات سے بہت کم آگاہی ہے کہ یورپ کا بنایا ہوا یہ فریبی مالیاتی نظام اسلام کے دشمنوں کو اس بات کا موقع فراہم کر رہا ہے کہ وہ بڑے پیمانے پر بنی آدم کی

دولت کی قانونی چوری کریں۔اس کے ساتھ ہی اس بات کی بھی کسی کو کوئی فکر نہیں کہ دشمنوں نے جو نظام رائج کیا ہے اس کے ذریعہ سے ان کو پوری دنیا کی مالیاتی آمریت مل جائے گی۔اس یوروپی یہودی سازش پر عمل کرتے ہوئے اور اس کو بڑھاتے ہوئے انہوں نے تو پہلے ہی کروڑوں مسلمانوں کو (بلکہ ان کے ساتھ بہت سے دوسرے انسانوں کو بھی) غلامی اور محتاجی کے چنگل میں پھنسا کر یوروپی یہودی اسرائل (Euro-Jewish state of Israel) کے بین الاقوامی عزائم کو تقویت دی ہے۔ایسے لوگوں کی باتیں سن کر تکلیف ہوتی ہے جو پاکستان اور انڈونیشیا کے عوام کو وہاں موجود شدید غربت کے لئے مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔اس بہت ہی اہم معاملے کی تمام خبروں اور رپورٹوں کو ان ملکوں کے ذرائے ابلاغ بھی غائب کر دیتے ہیں جہاں اسلام سرکاری مذہب ہے۔اس کی ایک بہت ہی اہم مثال ''انٹرنیشنل کانفرنس برائے گولڈ دینار مالیات'' (Conference on International Gold Dinar Money) ہے جو کوالالمپور کے پُتر اٹریڈ سینٹر میں مورخہ ۲۴ اور ۲۵ جولائی ۲۰۰۷ء کو منعقد ہوئی تھی۔ملائشیا کے سابق وزیر اعظم تُن ڈاکٹر مہاتیر محمد نے ایک انتہائی پر مغز اور پر اثر تقریر سے اس کا آغاز کیا تھا اور یہ کانفرنس جو دو دن جاری رہی تھی اس کا مرکزی خیال مالیات سے متعلق تھا۔یہ کتابچہ میری اس تقریر کی تشریح اور پھیلاؤ ہے جو میں نے اس کانفرنس میں کی تھی جسکا عنوان تھا ''مال کے اندر سے قدر و قیمت کے غائب ہونے کی وضاحت'' (Explaining the Disappearance of Money with Intrinsic Value)۔ملائشیا کے انگریزی اخبارات سے اس کانفرنس کی تفصیلات معلوم کی جاسکتی ہیں۔

خبروں کے اس بلیک آؤٹ سے زیادہ خوفناک صورت حال یہ ہے کہ اسلامی مدارس اور دانش گاہوں کے فارغ التحصیل فاضل اسکالر اور علماء بھی عام بھولے بھالے عوام کی طرح اس سازشی مالیاتی نظام کے فریب سے ناواقف ہیں۔اور اگر انہیں اس بات کا احساس ہو بھی جاتا ہے کہ جدید مالیاتی نظام میں خرابی موجود ہے تو ان کے اندر آج کے اس دور میں بھی اتنی جرأت کا اظہار نہیں ہے کہ وہ اس مالیاتی نظام کو حرام اور ناجائز قرار دیں جس میں کاغذی روپیہ کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔وہ حکومتیں جو مسلمان ملکوں کے اقتدار پر قابض ہیں سب سے زیادہ اندوہناک صورت پیش کر رہی ہیں۔نہ تو انہیں آج کے دور کی خطرناک مالیاتی صورت حال سے واقفیت ہے اور نہ وہ اس کے متعلق کچھ جاننا چاہتی ہیں۔اس کی وجہ اس طرز عمل میں پوشیدہ ہے کہ انہیں حکومت میں رہنے کے لئے ایک ایسا رول ادا کرنا ہے جس میں انہیں اس یہودی عیسائی گٹھ جوڑ (Judeo-Christian Alliance) کی اعانت کرنی ہے جو اس وقت پوری دنیا پر حاوی ہے۔اس صورت حال سے بغاوت کرنے والی واحد شخصیت ملایشیا کے سابق وزیر اعظم ڈاکٹر مہاتیر محمد کی ہے۔انہوں نے نہ صرف یہ کہ اس صورت حال کو سمجھا جو مغرب کی ایجاد کردہ آج کی مالیاتی نظام کی خرابیوں میں مضمر ہے بلکہ ایک انتہائی قابل ستائش طرز عمل کے ذریعہ وہ کیا جس کو کرنے کی کسی مفتی اسلام کو بھی جرأت نہ ہوئی۔انہوں نے یہ مطالبہ کیا کہ سونے کے دینار کے سکے کو واپس لایا جائے اور اس نظام مالیات کو تبدیل کیا جائے جو امریکی ڈالر کے پُر فریب تانے بانے سے بندھا ہوا ہے تاکہ مسلمان اپنے آپ کو اس معاشی اور مالیاتی جال کے چنگل سے نکال سکیں۔

پیسوں کے مستقبل کے اوپر ہم یہ مضمون ان قاریوں کے فائدے کے لئے پیش کر رہے ہیں جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ قران اللہ تبارک وتعالیٰ کے نازل کئے ہوئے احکامات پر مشتمل ہے اور وہ اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ ہم اس بات کا شدید احساس رکھتے ہیں کہ ہم اس اہم موضوع کو بہترین طریقے سے پیش کر سکیں اور اس بات کی دعا بھی کرتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ لوگوں کی آنکھوں پر پڑے ہوئے پردے بھی اٹھا دیں تاکہ وہ اس قابل ہو سکیں کہ اس آنے والی تباہی سے آگاہ ہو جائیں جو آخری اسٹیج میں ان کے سروں پر منڈلا رہی ہے اور جو بنی نوع انسان کو مکمل غلامی میں جکڑنے کے لئے تشکیل دی گئی ہے۔ یہ نظام خصوصی طور پر ان لوگوں کو نشانہ بناتا ہے جو یہود و نصاریٰ گٹھ جوڑ کے آگے رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ عنقریب یہ نظام اپنے ارتقائی منازل طے کر کے اس مقام پر پہنچ جائے گا جہاں ان کے مالیاتی تاج کا سب سے بہترین ہیرے ''الیکٹرانک روپیہ'' (Electronic Money) کو ساری دنیا میں متفقہ طور پر بغیر بحث کے قبول کر لیا جائے گا اور وہ موجودہ رائج کاغذی نوٹ کی جگہ لے لے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس آخری اسٹیج کا آغاز ہو چکا ہے اور ان بین الاقوامی لٹیروں کو اس بات کا انتظار ہے کہ دنیا ایک عالمی بحران سے دوچار ہو جائے (جیسے ایران کے اوپر ایٹمی حملہ جو کہ ابھی تک رو پذیر ہوا تو نہیں ہے مگر کسی وقت بھی واقع ہو سکتا ہے) اس کے ساتھ ہی امریکی ڈالر مکمل طور پر گر کر تباہ ہو جائے گا اور ساری دنیا سے کاغذی نوٹ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ امریکی ڈالر کے اس گرتے ہوئے رجحان کا اظہار سونے کی بڑھتی ہوئی قیمتوں سے لگایا جا سکتا ہے جو اس وقت تقریبا ۸۵۰ امریکی ڈالر فی اونس کی ریکارڈ حد تک پہنچ چکا ہے۔ دنیا اس بڑھتی ہوئی قیمت کو ۳۰۰۰ امریکی ڈالر فی اونس تک جاتا ہوا دیکھ سکے گی۔ اور ایسا ہی کچھ تیل کی قیمتوں کے ساتھ بھی ہوگا۔ شائد کہ امریکی ڈالر کے اس بری طرح گر جانے سے ایک ایسا نفسیاتی دھچکے کا ماحول پیدا ہو جائے جس کی بدولت آناً فاناً ساری دنیا سے کاغذی نوٹ کی جگہ ''الیکٹرانک روپیہ'' میں تبدیلی کا عمل بہ سہولت عمل پذیر ہو جائے۔

اس مضمون میں ہماری کوشش ہوگی کہ ہم قاری کو روپیہ کی اس شکل سے روشناس کرائیں جو قران مجید اور احادیث نبوی ﷺ میں موجود ہے۔ ہم دکھائیں گے کہ ایسا روپیہ (جس کا ہم آئندہ مسنون روپیہ کے نام سے تذکرہ کریں گے) ہمیشہ سے اپنے اندر ہی اپنی ایک قیمت رکھتا ہے۔ اس سے ہماری مراد روپیہ کی اپنی ذاتی قدر و قیمت سے ہے خواہ وہ کچھ بھی ہو اور وہ اس تبدیلی سے بالاتر ہوتی ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ اس میں واقع ہوتی ہے۔ اور اس طرح وہ اپنے گرداگرد ہونے والی تبدیلیوں کے تمام عوامل سے قطعی طور پر بے نیاز رہتا ہے۔ ہم یہ بھی دکھائیں گے کہ یورپ کے یہود و نصاریٰ گٹھ جوڑ سے جو نظام تشکیل پایا ہے اس کا بنیادی مقصد دنیا کے مالیاتی نظام سے اس روپیہ کو جس میں اس کی اپنی ذاتی قدر و قیمت موجود تھی اس کو ایسے روپیہ سے تبدیل کر دینا تھا جس کی کوئی ذاتی قیمت نہ ہو۔ اور پھر یوں ہوتا ہے کہ ایسا روپیہ جو کوئی قدر و قیمت نہ رکھتا ہو اس کی قیمتِ خرید کو گھٹا دیا جاتا ہے۔ اور جیسے ہی قیمت گھٹانے کا یہ عمل پیش آتا ہے وہ لوگ جو اس روپے کو استعمال کر رہے ہوتے ہیں ان کے مال پر نہ صرف غیر منصفانہ اور قانونی ڈاکہ پڑ جاتا ہے بلکہ اضافی طور پر ان ممالک کو اپنے اس گرے ہوئے روپئے کی مدد سے اس اُدھار کو اُتارنے میں بے انتہا دشواری پیش آتی ہے جو انہوں نے سود پر دوسروں سے لیا ہوتا ہے۔ بالآخر یہ ممالک ایک ایسی صورت حال سے دوچار ہو جاتے ہیں جہاں وہ اس اُدھار لی ہوئی رقم کو کبھی بھی نہیں ادا کر سکتے ہیں اور جنہوں

نے اتنی بڑی رقم اُدھار دی ہوتی ہے ان کے چنگل میں پھنس کر ان کے غلام ہو جاتے ہیں۔ اور یہ ہی اس اُدھار کا مقصد ہوتا ہے۔ (وضاحت کے لئے John Perkins کی کتاب Confessions of an Economic Hit Man کا مطالعہ مفید ہوسکتا ہے)۔ جیسے ہی کسی ملک کی کرنسی کی قیمت گھٹا دی جاتی ہے وہاں پر زمین و جائداد کی قیمت، مزدوری، اور دیگر ضروریات زندگی کی چیزیں ان لٹیروں کے لئے سستی ہو جاتی ہیں جنہوں نے یہ نظام ترتیب دیا ہوتا ہے۔ اور پھر اس کے نتیجہ میں یوں ہوتا ہے کہ اس دنیا کا ایک بڑا حصہ ان لٹیروں کے چنگل میں گرفتار ہو جاتا ہے اور پوری دنیا کے غریب ممالک اپنے گرے ہوئے روپے کے ساتھ مستقل محنت اور جاں فشانی میں لگے رہتے ہیں تا کہ بقیہ دنیا کے ان لٹیروں کو زندگی کی بہترین آسائشیں مہیا ہوتی رہیں اور وہ اپنی زندگی کا سفر انتہائی پر لطف انداز میں گزارتے رہیں۔ اور پھر جیسے ہی ان متاثرہ ممالک میں غربت ڈیرا جماتی ہے تو وہاں رشوت ستانی اور دیگر برائیاں بھی جنم لیتی ہیں اور پھر ایک ذہن یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ '' آخر ایسا کیوں ہے کہ اسلامی ممالک اس قدر شدت سے برائیوں میں گھرے ہوئے ہیں جبکہ مغرب (جس نے ان کی دولت کو لوٹا ہے اور ان کے خون پسینے پر عیش کر رہا ہے) ان تمام برائیوں سے مبرا اور پاک ہے''۔ اور پھر جب پیسوں کی قیمت گھٹ جاتی ہے تو آئی ایم ایف ان ممالک پر پرائیویٹائزیشن کے لئے دباؤ ڈالتی ہے اور پھر یہ لٹیرے ان ممالک کا پٹرول، گیس، بجلی بنانے کے کارخانے، ٹیلی فون کمپنیاں اور دیگر صنعتی اور معدنی وسائل اونے پونے داموں میں خرید لیتے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ وینزویلا جیسے غریب ملک کا ہوگو شاویز تو اس صورت حال کو سمجھ لیتا ہے اور اپنے ملک کا آئی ایم ایف سے کیا ہوا سمجھوتا ختم کر دیتا ہے جب کہ اسلامی دنیا کے تمام اسکالر مکمل خاموشی اختیار کئے بیٹھے ہیں۔

یہ مضمون اس بات کو بھی واضح کر رہا ہے کہ یہ لٹیرے دشمن صرف اس بات پر قانع نہیں کہ اپنے تشکیل دئے ہوئے غاصبانہ نظام کے ذریعہ سے نہ صرف عوام کا خون پسینہ چوسیں اور اپنی زندگی شاہانہ ٹھاٹھ سے گزاریں بلکہ ان کا یہ عظیم الشان پلان ہے کہ پوری دنیا کے عوام کو ایسی ہی معاشی بدحالی میں گرفتار کر کے غلام بنا دیا جائے تا کہ ساری دنیا پر ان کا آمرانہ اقتدار جم جائے۔ ان کی یہ آمرانہ طاقت اس بات کی متقاضی ہوگی کہ دنیا پر اسرائیل کا اقتدار قائم ہو جائے اور دنیا کی حکومت اس کے قبضہ میں آجائے اور پھر اس کا ایک حکمران دنیا کو اس جھوٹے دعوے کے ساتھ چونکا دے کہ وہ مسیح موعود ہے۔ درحقیقت وہ دجال (Anti-Christ) ہوگا۔ ہم لوگ اس پیش گوئی کے اس قدر قریب آچکے ہیں کہ مصنف کو اس بات کا یقین ہے کہ آج کے اسکول جانے والے بچوں کی زندگی میں ہی وہ دور آجائے گا جس کو یہ لوگ دیکھ لیں گے۔ (تفصیلات جاننے کے لئے مصنف کا مضمون ''قران میں یروشلم'' اور ''سورۃ الکھف اور موجودہ دور'' دیکھیں جو مصنف کی ویب سائٹ www.imranhosein.org سے مفت حاصل کی جاسکتی ہے۔ جب تک اس بے قدر و قیمت روپئے کے نظام کے نفاذ کی وجوہات کا پورا ادراک نہ ہو جائے اس وقت تک اس نظام سے آنے والی مشکلات کا درست اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ اس کے باوجود مصنف کی کوشش ہے کہ پڑھے لکھے لوگوں اور اشراف کو آمادہ کرے کہ وہ اس نظام کو اور اس کے نفاذ کے مقاصد کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں اور پھر سونے کے دینار کی مالیاتی نظام کو رائج کریں۔

قران مجید اور سنت رسولؐ کا مالیاتی نظام

آج کے دور کے بہت سے سیکولر مسلم ممالک اس بات کا بڑی شدت سے یقین رکھتے ہیں کہ مذہب کا سیاسی اور مالیاتی نظام سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کو تو حضور اکرم نبی آخر حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی حیات طیبہ کی یہ مندرجہ ذیل حدیث مبارک نہ تو سمجھ میں آئے گی نہ وہ اس کو کوئی مطلب دے سکیں گے۔ ''حضرت ابوسعید الخدریؓ نے روایت کیا کہ ایک دن حضرت بلالؓ حضور اقدسؐ کی خدمت میں کچھ برنی کھجور لے آئے۔ اور جب حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ وہ یہ کھجور کہاں سے لے آئے تو حضرت بلالؓ نے جواب میں کہا ''میرے پاس کچھ اس سے کم تر درجے کی کھجور تھیں جس کے دو صاع دے کر میں نے اس کا ایک صاع لے لیا''۔ (صاع وزن کا پیمانہ ہے)۔ حضور اقدسؐ نے فرمایا ''یہی تو رِبا کی اصل ہے، یہی تو رِبا کی اصل ہے۔ اس میں مت پڑو۔ جب تم ایسا کرنا چاہو تو پہلے الگ سے ان کھجوروں کو بیچو اور اس سے جو مال ملے اس سے دوسری خریدو۔'' (بخاری و مسلم)۔ ہم اس حدیث مبارک سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کھجور کے بدلے میں کھجور کا غیر مساوی سودا کیا جائے۔ انہوں نے ایسے سودے کو سود کی اصل قرار دیا۔ مگر یہ شہادتیں بھی موجود ہیں کہ اونٹ کے بدلے میں اونٹ کا سودا کیا گیا۔ اس سلسلہ میں امام مالک نے اپنی مؤطا میں لکھا: ''یحیٰ نے مجھے روایت کیا مالک سے، انہوں نے نافع سے، کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک سواری والی اونٹنی چار اونٹوں کے عوض خریدی (ادلے بدلے میں) اور انہوں نے یہ وعدہ کیا کہ وہ اس کی مکمل ادائیگی الرّ بادہ میں کر دیں گے''۔ اب یہاں یہ سوال لازماً پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے کہ غیر مساوی وزن کے کھجور کے بدلے کھجور کا سودا تو منع کر دیا گیا مگر غیر مساوی تعداد کے اونٹوں کے سودے کو جائز قرار دیا گیا؟ اس کا جواب ہمارے پیغمبر برحق نبی آخر ﷺ کی رِبا سے متعلق ایک اور حدیث مبارک سے ملتا ہے جو یہ بتاتی ہے کہ اسلام میں روپیہ یا مال کیا ہے۔ حضرت ابوسعید الخدریؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی، گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، کھجور کے بدلے کھجور اور نمک کے بدلے نمک۔ جب سودا ایک جیسی چیزوں کا ہو اور ادئیگی اسی وقت ہو، ایسے میں اگر کوئی زیادہ دے یا زیادہ مانگے تو انہوں نے رِبا کا ارتکاب کیا۔ لینے اور دینے والے دونوں برابر کے قصور وار ہیں۔'' (صحیح مسلم)۔ حضور نبی برحق شارح اعظم ﷺ کی یہ حدیث مبارک تین باتوں کا وضاحت سے تعین کر دیتی ہے۔ اول یہ کہ اس نے بتا دیا کہ اسلام میں روپیہ یا مال یا تو قیمتی دھات کا ہو جیسے سونا اور چاندی یا پھر ان اشیا میں جیسے گندم، جو، کھجور، نمک وغیرہ جن کی اپنی استعمالی زندگی کی حد ہوتی ہے۔ پھر جب مدینہ منورہ کے بازار میں سونے چاندی کے سِکّوں کی کمی واقع ہوئی تو کھجور جیسی چیز جو بڑی وافر مقدار میں موجود تھی اور جس کی اپنی ایک زندگی (Shelf Life) تھی روپے یا مال کے بدلے میں استعمال ہوئی۔ اونٹ کے بدلے اونٹ کا سودا اس لئے جائز قرار پایا کہ اونٹ کبھی بھی مال یا روپیہ کے عوض استعمال نہیں ہوا۔ کھجور کے بدلے کھجور کے غیر مساوی سودے کو روکنا اس لئے ضروری تھا کہ کھجور کو مال یا روپیہ کی جگہ استعمال کیا جاتا تھا۔ اگر اس کی اجازت دے دی جاتی تو سود خوروں کے لئے سود خوری کے کاروبار کی گنجائش نکل آتی۔ کھجور کو مال کے طور پر استعمال کے اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر انڈونیشیا میں سونے اور چاندی کے سِکّوں

کی کمی واقع ہو جائے تو چاول کو بطور روپیوں کے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح جزائر کیوبا میں چینی کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کچھ اسلامی علماء اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ بنی نوع انسان کو اس بات کی آزادی حاصل ہے کہ وہ جس چیز کو چاہے بطور مال استعمال کرے یہاں تک کہ ریت کا ایک ذرہ ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے اس بات پر بھی کوئی پابندی نہیں ہونی چاہئے کہ کاغذی نوٹ استعمال کیا جائے۔ ہمارا استدلال یہ ہے کہ اس حدیث مبارک کی روشنی میں سمندر کے ساحل سے اٹھایا ہو نہ تو ریت کا ذرہ اس مقصد کے لئے استعمال ہو سکتا ہے اور نہ ہی سیپی، اس لئے کہ نہ یہ قیمتی معدنیات سے ہے اور نہ ہی ان چیزوں میں سے جن کو بطور غذا کے ہمیشہ استعمال کیا جاتا ہو۔ دوئم یہ کہ جب سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور، نمک (یا پھر چاول اور چینی وغیرہ) کو مال کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے تو اس مال کے اندر اس کی اپنی قیمت پوشیدہ ہوتی ہے اس کے باہر نہیں۔ اس لئے اس حدیث مبارک کی رو سے اسلام میں ضروری ہے کہ روپیہ کے اندر اس کی اپنی ذاتی قیمت موجود ہو۔ اور تیسری اہم چیز یہ کہ روپیہ ہمیشہ ایسی جنس کی چیز سے ہو جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تخلیق شدہ ہو اور اس کی قیمت اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود رکھی ہو۔ اس کا فرمان ہے کہ وہ ہی رزاق ہے جس نے دولت اور مال کو پیدا کیا ہے۔

اب ہم مال کی حقیقت کو سنت رسول ﷺ کے احکامات کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ مال وہ ہے جو:

ا۔ قیمتی دھات یا کوئی اور قابل استعمال چیز ہو جیسا کہ اوپر بیان ہوا،
۲۔ مال جس کی اپنی ذاتی قیمت ہو،
۳۔ ایک ایسی چیز ہو جسے اللہ نے تخلیق کیا ہو اور اس کی قیمت خود اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دی ہو جو ان تمام خزانوں کا مالک ہے۔

بہت سے علماء ہمیں یہ یاد دہانی کراتے رہتے ہیں کہ سنت رسول ﷺ دو چیزوں پر مشتمل ہیں۔ ایک حصہ تو وہ ہے جو ہم تک حضورؐ کے توسط سے پہنچا مگر دراصل ہے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر مشتمل۔ اور دوسرا حصہ وہ ہے جو آپ ﷺ کی ذاتی رائے پر مشتمل ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ ''تم اپنے دنیاوی معاملات کو مجھ سے زیادہ بہتر طور پر جانتے ہو''۔ اس حدیث مبارک کا مقصد یہ تھا کہ ایسی ہدایات پر عمل کرنا اپنی صواب دید پر ہے۔ یہ علماء اس بات پر بضد ہیں کہ مال کی حقیقت بھی اسی قسم کی صوابدیدی چیز ہے اور حدیث کے دوسرے حصے پر اسکا اطلاق ہوتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں انکے اصرار کے مطابق مسلمانوں کے لئے یہ بالکل جائز ہو گا کہ موجودہ دور کے اس روپیہ کو قبول کر لیں جس کی کوئی ذاتی قیمت نہیں ہے۔ اگر ایسا ہو تو اس دوران یہود ونصاریٰ کے اس گٹھ جوڑ کو کھلی چھٹی ہو گی کہ وہ اس روپیہ کی کوئی بھی قیمت خود ہی مقرر کر لیں اور دھڑا دھڑ نوٹ چھاپنے شروع کر دیں اور جتنی دولت چاہیں بنا لیں۔ اپنی اسی کرنسی سے وہ دنیا کے جس گوشے میں جو چیز چاہیں بلا روک ٹوک خرید لیں۔ اور اگر ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلمان بھی اپنے نوٹ چھاپنے لگیں تو انڈونیشی اور پاکستانی روپیہ کے نوٹوں سے بھرے ہوئے ایک پورے سوٹ کیس سے مین ہیٹن میں ایک کپ کافی بھی نہ مل سکے گی۔ ان علماء نے آج تک موجودہ کاغذی نوٹوں کے مالیاتی نظام کو جس میں ان نوٹوں کی ذاتی کوئی حیثیت نہیں ہے نہ تو حرام قرار دیا ہے اور نہ ہی امید ہے کہ وہ آئندہ ایسا کریں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ اپنی سوچ میں غلط ہیں اور اپنے اس غلط سوچ اور فیصلہ

کے لئے اللہ کے حضور قیامت کے دن جواب دہ ہونگے۔انہوں نے اس کے بارے میں بھی غور نہیں کیا ہے کہ اللہ کی بنائی ہوئی دھات کے ڈھلے ہوئے روپئے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی اپنی ایک ذاتی قیمت رکھی ہے، اس کی بڑی مضبوط جڑیں قران مجید میں موجود ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دینار کا اپنی مبارک سورۃ آل عمران میں یوں ذکر کیا ہے: ’’اہل کتاب میں کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ اگر تم انکے پاس دولت کے انبار امانت کے طور پر رکھوا دو تو وہ تمہیں واپس کر دیں گے، اور ان ہی میں سے کچھ ایسے ہیں کہ اگر ایک دینار کی امانت بھی ان کے پاس رکھواؤ تو وہ تمہیں واپس نہیں دیں گے، الّا یہ کہ تم ان کے سر پر کھڑے رہو۔ان کا یہ طرز عمل اس لئے ہے کہ انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ امیوں (یعنی غیر یہودی عرب) کے ساتھ معاملہ میں ہمیں کوئی پکڑ نہیں ہوگی۔‘‘ (سورۃ آل عمران۔آیت ۷۵)

اس پاک پروردگار نے درہم کا ذکر اس طرح کیا: ’’اور پھر انہوں نے یوسف کو بہت کم قیمت میں بیچ دیا جو گنتی کے چند درہموں کی شکل میں تھی، اور ان کو یوسف سے کوئی دلچسپی نہیں تھی‘‘۔(سورۃ یوسف۔آیت ۲۰)

ان دونوں آیات قرانی میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیسوں کا ذکر سونے اور چاندی کے سکوں کی صورت میں کیا ہے۔دینار ایک سونے کا سکہ ہے جس کی اپنی ایک ذاتی حیثیت اور قدر و قیمت ہے۔اسی طرح درہم چاندی کا بنا ہوا سکہ ہے جس کی اپنی ایک قیمت ہے۔یہ دونوں سکے اللہ کی تخلیق میں سے ہیں اور دونوں کی اللہ پاک نے، جو تمام خزانوں کا مالک ہے، ایک قیمت مقرر کر رکھی ہے۔

ان کے علاوہ قران کریم میں اور آیات بھی ہیں جن میں سونے اور چاندی کا بطور دولت کے تذکرہ کیا گیا ہے۔اور اس دولت کو بطور سونے اور چاندی کے سکے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

۱۔’’ لوگوں کے لئے ان چیزوں کی محبت خوش نما بنا دی گئی ہے جو ان کی نفسانی خواہش کے مطابق ہوتی ہیں یعنی عورتیں، بچے، سونے چاندی کے لگے ہوئے ڈھیر، نشان لگائے ہوئے گھوڑے، چوپائے اور کھیتیاں۔یہ سب دنیاوی زندگی کا سامان ہے، ابدی حسن تو صرف اللہ کے پاس ہے۔‘‘ (سورۃ آل عمران ۔آیت ۱۴)

۲۔’’جن لوگوں نے کفر اپنایا اور کافر ہونے کی حالت میں ہی مرے، ان میں سے کسی سے پوری زمین بھر کر سونا بھی قبول نہیں کیا گائے گا خواہ وہ اپنی جان چھڑانے کے لئے اس کی پیش کش ہی کیوں نہ کریں۔ان کو تو دردناک عذاب ہو کر رہے گا اور ان کو کسی قسم کے مدد گار میسر نہیں آئیں گے‘‘۔ (سورۃ آل عمران۔آیت ۹۱)

۳۔’’اے ایمان والو! احبار اور راہبوں میں سے بہت سے ایسے ہیں کہ لوگوں کا مال ناحق طریقہ سے کھاتے ہیں اور دوسروں کو اللہ

کے راستے سے روکتے ہیں۔اور جولوگ سونے چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں اوراس کواللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے ان کو ایک درد ناک عذاب کی خوشخبری سنادو"۔ (سورۃ توبہ۔آیت ۳۴)

۴۔"اوراگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمام انسان ایک ہی طریقے کے (کافر) ہوجائیں گےتو جولوگ خدائے رحمٰن کے منکر ہیں،ہم ان کے لئے ان کے گھروں کی چھتیں بھی چاندی کی بنادیتے اور وہ سیڑھیاں بھی جن پر وہ چڑھتے ہیں۔اوران کے گھروں کے دروازے بھی اور وہ تخت بھی جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں۔ بلکہ انہیں سونا بنا دیتے،اور حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ بھی نہیں،صرف دنیاوی زندگی کا سامان ہے"۔ (سورۃ زخرف۔آیت۳۳۔۳۴۔۵۳)

۵۔"اوراگرتم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی سے نکاح کرنا چاہتے ہو، اوران میں سے ایک کوڈھیر سا مہر دے چکے ہوتواس میں سے کچھ واپس نہ لو۔کیاتم بہتان لگا کراورکھلا گناہ کر کے مہرواپس لوگے"۔ (سورۃ النساء۔آیت۲۰)

۶۔"ان کے اوپر باریک ریشم کا سبزلباس اور دبیزریشم کے کپڑے ہونگے،اورانہیں چاندی کے کنگنوں سے آراستہ کیا جائے گا۔ اوران کا پروردگارانہیں نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا"۔ (سورۃ الانسان۔آیت۲۱)

۷۔"ان کے آگے سونے کے پیالےاورگلاس گردش میں لائے جائیں گےاوراس جنت میں ہروہ چیز ہوگی جس کی دلوں کوخواہش ہوگی اوراس سے آنکھوں کولذت حاصل ہوگی۔(اوران سے کہاجائے گا)اس جنت میں ہمیشہ رہو"۔(سورۃ زخرف۔آیت۷۱)

۸۔"بھلا(یہ اگرپیغمبر ہےتو)اس پرسونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے۔یا پھراس کے ساتھ فرشتے پرے باندھ کر کیوں نہیں آئے"۔ (سورۃ زخرف۔آیت۵۳)

۹۔"ہمیشہ بسنے کے باغات ہیں جن میں وہ لوگ داخل ہوں گے،وہاں ان کوسونے کے کنگنوں اورموتیوں سے آراستہ کیا جائے گا اوران کالباس وہاں پرریشم ہوگا"۔ (سورہ فاطر۔آیت۳۳)

۱۰۔"جولوگ ایمان لائے ہیں اورجنہوں نے نیک کام کئے ہیں اللہ ان کوایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی،جہاں انہیں سونے کے کنگنوں اورموتیوں سے سجایا جائے گا اور جہاں ان کالباس ریشم ہوگا"۔ (سورۃ حج۔آیت۲۳)

۱۱۔"یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے ہمیشہ رہنے والے باغات ہیں،ان کے نیچے سے نہریں بہتی ہونگی۔ان کو وہاں سونے کے کنگنوں سے مزین کیا جائے گا،وہ اونچی مسندوں پرتکیہ لگائے ہوئے باریک اور دبیزریشم کے کپڑے پہنے ہونگے۔کتنا بہترین اجراورکیسی حسین آرام گاہ"۔(سورۃ کہف۔آیت۳۱)

۱۲۔ ”یا پھر تمہارے لئے ایک سونے کا گھر پیدا ہو جائے، یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ، اور تمہارے چڑھنے کو بھی اس وقت تک نہ مانیں گے جب تک تم ہم پر ایسی کتاب نازل نہ کر دو جس کو ہم پڑھ سکیں“۔ (سورۃ اسراء۔ آیت ۹۳)

بے شک قیامت کے دن سونے کے دینار کو ایک اہم کردار ادا کرنا ہے۔ ایک طویل حدیث مبارک کے حوالے سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ کسی دل میں ایمان اور بھلائی کی موجودگی کو دینار کے پیمانے سے تول کر لوگوں کو جہنم سے نجات دی جائے گی۔ اس حدیث شریفہ کا وہ منتخب حصہ کچھ اس طرح ہے: ”حضرت ابو سعید الخدریؓ سے ایک بہت طویل حدیث کی روایت ہے کہ جب قیامت کا دن آئے گا ایک موذن آواز لگائے گا، ”جس نے جس چیز کی پوجا کی اس کو اس کے معبود کے ساتھ پیش کیا جائے۔۔۔ پھر بہت سے ایسے لوگ آگ سے نکال لئے جائیں گے جن کو آگ انکی پنڈلیوں تک نگل چکی ہوگی۔ پھر (نکالنے والے) کہیں گے کہ اے اللہ! آپنے جن کا حکم کیا تھا ان میں سے ایک شخص بھی نہیں بچا جس کو آگ میں چھوڑا گیا ہو۔ پھر حکم ہوگا اچھا پھر جاؤ اور ان لوگوں کو نکال لاؤ جن کے دل میں ایک دینار جتنی بھی بھلائی ملے۔ وہ پھر آئیں گے اور کہیں گے اے اللہ! ایک شخص بھی ایسا نہیں بچا جس کو آپ نے نکالنے کا حکم دیا تھا کہ وہ جہنم میں ہو۔ پھر حکم ہوگا اچھا پھر جاؤ اور ایسے ہر شخص کو نکال لو جس کے دل میں آدھے دینار جتنی بھی بھلائی پاؤ۔ وہ پھر آئیں گے اور کہیں گے اے اللہ! اب ایک شخص بھی ایسا آگ میں باقی نہیں رہا جس کو آپ نے نکالنے کا حکم دیا تھا“۔ (صحیح مسلم)

اوپر درج شدہ حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سونا اور چاندی اللہ پاک نے تخلیق کئے اور ان کے اندر بڑی قیمت رکھ دی ہے اور یہ کہ یہ قیمت اس فانی دنیا سے بھی آگے جائے گی اور دوسری دنیا میں بھی کام آئے گی۔ یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سونے اور چاندی کو اس لئے تخلیق کیا کہ اس کے ذریعہ دوسرے کاموں کے علاوہ اسے روپے کے طور پر بھی استعمال کیا جائے۔ وہ جو اس سچائی سے اندھا بن جائے اس کو چاہئے کہ قیامت کے دن اپنے ان خیالات کے دفاع کی تیاری کرے۔ آج کے دور میں روپے کی اپنی ذاتی قدر و قیمت اس وقت کے عالمی مالیاتی نظام سے غائب ہو چکی ہے۔ تمام عالم اسلام بھی اس بات کا مجرم ہے کہ اس نے اس روپے کو چھوڑ دیا جس کی جڑیں قران کے ساتھ جڑیں ہیں اور یہ پیسہ آخرت میں بھی کام آئے گا۔ عالم اسلام نے اس مسنون روپے کو چھوڑ کر اور اس فریبی مالیاتی نظام کے سیکولر روپے کو اپنا کر پہلے ہی بڑا نقصان برداشت کیا ہے۔

اس مضمون سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم مختصر طور سے واضح کرسکیں کہ یہ مسنون روپیہ کیسے غائب ہو گیا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ تمام لوگ جو اس مضمون کو پڑھیں، سمجھیں اور اس کے مندرجہ جات سے اتفاق کریں، وہ نبی اکرم ﷺ کے اس حکم پر عمل کریں: ”ابو سعید خدریؓ نے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم میں سے جو برائی کو دیکھے وہ اسکو اپنے ہاتھوں سے روکے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو اس کو اپنی زبان سے روکے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اپنے دل میں ہی اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کم تر درجہ ہے“ ۔(صحیح مسلم)

عظیم ترین منصوبہ

آج کے اس پُرفریب مالیاتی نظام میں بین الاقوامی سیاست، بین الاقوامی مالیات اور مذہب کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے۔ہمیں موقع دیں کہ ہم اس کی وضاحت کریں۔ ہر یہودی بچہ یہ جانتا ہے اور اس پر یقین رکھتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسرائیلیوں سے یہ وعدہ کررکھا ہے کہ تاریخ ایک ایسے آدمی کے اوپر ختم ہوگی جو پیغمبر اور مسیحا ہوگا اور وہ ساری دنیا پر یروشلم سے حضرت داؤدعلیہ السلام کے تخت پر بیٹھ کر حکومت کرے گا۔ یہودی اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ انسانی تاریخ کا خاتمہ Pax Judaica یعنی عالمی یہودی نظام پر ہوگا اور یروشلم ایک مرتبہ پھر دنیا کا ایسا مرکز ہو جائے گا جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت میں تھا۔ان کو یہ یقین ہے کہ یہ یہودی عالمی نظام ان کے دعویٰ کی تائد کرے گا اور دیگر تمام دعووں کو جھوٹا ثابت کردے گا۔مسلمان اور عیسائی دونوں، یہودیوں کی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ تاریخ کا خاتمہ مسیحا کے منصفانہ عالمی دور حکومت پر ہوگا جس کا مرکز یروشلم ہوگا۔جب کہ مسلمان اور عیسائی دونوں اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی وہ مسیحا ہیں جن کا وعدہ کیا گیا ہے۔اور یہ دونوں یہ بھی مانتے ہیں کہ ان کو آسمان پر اس وقت اٹھالیا گیا تھا جب ان کی زندگی پر حملہ کیا گیا تھا اور یہ کہ وہ واپس تشریف لائیں گے اور دنیا پر یروشلم سے حکومت کریں گے بالکل ایسے ہی جیسے کہ روائتوں میں مذکور ہے۔قران مجید فرقان حمید انکی واپسی کے بارے میں بتاتے ہوئے کہتا ہے کہ انہیں صلیب پر نہیں چڑھایا گیا اور اللہ قادر مطلق نے ایسا ہوتا ہوا محسوس کرایا:''اور حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے وہ اس سلسلہ میں شک کا شکار ہیں۔انہیں گمان کے پیچھے چلنے کے سوا اس بات کا کوئی علم حاصل نہیں ہے اور یہ بالکل یقینی بات ہے کہ وہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل نہیں کر پائے۔ بلکہ اللہ نے انہیں اپنے پاس اٹھا لیا تھا، اور اللہ بڑا صاحب اقتدار بڑا حکمت والا ہے''۔(سورۃ النسا ۔آیات ۱۵۸۔۱۵۷)

یہودی اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیحا ہیں۔وہ ایک ایسے مسیحا کے منتظر ہیں جو یہودیوں کے لئے ان کے مقدس علاقہ کو آزاد کرائے گا، یہودیوں کو واپس اس سرزمین پر لے کر آئے گا، تاکہ وہ اپنی زمین حاصل کرلیں، اور مقدس اسرائیلی حکومت قائم ہو (یعنی وہ حکومت جو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے قائم کی تھی) اور پھر وہ اس حکومت کو ساری دنیا پر پھیلا دے گا۔وہ مسیحا پھر ساری دنیا پر حکومت کرے گا اور یہودیوں کا وہی پرانا سنہری دور واپس لے آئے گا۔

اس بات کی بہت قوی شہادتیں ایسی ہیں جو دنیا بھر سے یہودیوں کے ان دعوں کی تائد کرتی نظر آرہی ہیں۔مقدس سرزمین کی آزادی کا خواب ۱۹۱۷ء میں پورا ہوگیا۔اور پھر دنیا نے دیکھا کہ دوہزار سال سے مارے مارے پھرنے والے یہودی اپنی سرزمین میں واپس آکر اسے آباد کرنے لگے۔اس کے بعد ۱۹۴۸ء میں موجودہ غاصب اسرائیلی حکومت قائم کردی گئی، اور اس کے نتیجہ میں اسرائیل کا دنیا کی ایک سپرپاور بننے کے لئے راستہ ہموار ہوگیا۔اس کے ساتھ ہی ساتھ یہود و عیسائی گٹھ جوڑ نے ایک جدید مغربی معاشرہ قائم کیا اور

اب یہ گٹھ جوڑ آہستہ آہستہ پوری دنیا پر چھا جانے والی حکومت کے قیام کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اور اب تو یوں لگ رہا ہے کہ صرف ایک ایسے وقت کا انتظار ہے کہ جب اسرائیل ریاستہائے متحدہ امریکہ کو ہٹا کر خود دنیا پر حکومت کرنے لگے گا اور پھر یہاں تک کہ اسرائیل کا ایک حکمران آئے گا اور یروشلم کی اس حکومت کے بل بوتے پر مسیح موعود ہونے کا دعوہ کر دیگا۔

ہمارے نبی آخر الزماں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ نے دنیا کو بتا دیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے، جسکو ابد تک ہونے والے تمام واقعات کا پہلے سے علم ہے، بنی اسرائیل کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کی رد میں ایک جھوٹا مسیحا ان کے لئے بنایا ہے۔ انہوں نے یہ خبر بھی دے دی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس جھوٹے شخص کو دنیا میں ایک ایسے وقت میں بھیجیں گے جسکا حساب ہمارے دنیاوی وقت سے مختلف ہے (اس کی وضاحت کے لئے دیکھئے ''سورۃ الکھف اور موجودہ دور'' کا دوسرا باب اور ''قران اور وقت'') اور وہ شخص مسیحا ہونے کا ڈھونگ رچائے گا۔ اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے اس جھوٹے مسیحا یعنی دجاّل کو ایک عالمی حکومت کے قیام کی ضرورت پیش آئے گی جس کے ذریعہ سے وہ یروشلم میں بیٹھ کر دنیا پر حکم چلائے۔ ہمارے پاس اس بات کی اطلاع موجود ہے کہ حضور پاک ﷺ کی مبارک زندگی میں ہی اللہ تعالیٰ نے اس دجاّل کو دنیا میں اس وقت بھیج دیا تھا جب حضور علیہ السلام نے مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تھی اور وہاں کے یہودیوں نے آپ کا بھی اور قران کا بھی انکار کر دیا تھا۔ اس موضوع پر میرے مضمون ''یروشلم اور قران'' میں سیر حاصل بحث موجود ہے۔ پیغمبر برحق صادق وامین شارح اعظم حضرت احمد مجتبیٰ سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ نے ہمیں یہ بھی خبر دے دی ہے کہ یہ دجاّل اپنے مقاصد کی تکمیل اور دنیا پر حکومت کرنے کے لئے ایسا ہتھیار استعمال کرے گا جس کے ذریعہ وہ بنی نوع انسان کو روح کی ایسی تاریکی میں مبتلا کر دے گا جہاں انسان اس کے داؤ پیچ کو سمجھنے سے قاصر ہوگا اور دھوکا کھا جائے گا۔ (دیکھئے ''سورۃ الکھف اور موجودہ دور'' کا باب حضرت موسیٰ اور خضر علیہ السلام)۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی خبر دی کہ دجاّل کے ہتھیاروں میں سے ایک بڑا ہتھیار ہوگا سود کا ہتھیار جس کے ذریعہ سے وہ دنیا پر اپنی حاکمیت قائم کریگا۔ رِبا کے ذریعہ سے ہی وہ ان لوگوں کو غربت میں گرفتار کر دے گا جو اس کی مخالفت کریں گے اور جو اس کی حمایت کریں گے وہ اسی کے زور پر اختیار حاصل کریں گے۔ اور پھر یہ امیر وکبیر لوگ اس دجال کے گرگے اور گوماشتے ہونگے جو اِن غریب لوگوں کا خون چوسیں گے اور ان پر حکومت کریں گے۔

عظیم ترین منصوبہ اور یہودی نصرانی گٹھ جوڑ

قران عظیم اس بات سے منع کرتا ہے کہ ہم ان یہود وعیسائیوں سے دوستی جوڑیں جو اس دجالی مقصد پر یقین رکھتے ہیں اور اس کے حصول میں کوشاں ہیں۔ سورۃ المائدہ کی اس عظیم الشان آیت میں یہ حکم اس طرح دیا گیا ہے: ''اے ایمان والو! یہودیوں اور نصرانیوں کو یار ومددگار نہ بناؤ۔ یہ خود ہی ایک دوسرے کے یار ومددگار ہیں۔ اور تم میں سے جو شخص ان کی دوستی کا دم بھرے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا۔ یقیناً اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا''۔ (سورۃ النساء۔ آیت ۵۱)۔ ہم آج ایک ایسی دنیا میں رہ رہے ہیں جس میں یہود ونصاریٰ کا دوستی کا

معاہدہ انسانی تاریخ میں پہلی مرتبہ ظاہر ہوا ہے۔ یہ وہ معاہدہ ہے جس نے آج کا مغربی معاشرہ پیدا کیا ہے اور یہ معاشرہ پوری دنیا پر یو این او اور اس جیسی دیگر تنظیموں کے ذریعہ ساری دنیا پر حاوی ہو گیا ہے۔ اس نے ایک ایسا مالیاتی نظام قائم کر لیا ہے جس کے تحت ظلم اور دھوکے سے دنیا بھر کے غریبوں کا خون چوس کر اپنے آپ کو بے انتہا امیر بنا لیا ہے۔ انٹرنیشنل مونیٹری فنڈ یعنی عرف عام میں مشہور آئی ایم ایف، اسی معاہدہ اور گٹھ جوڑ کا شاخسانہ ہے۔ اس مضمون کے پڑھنے والے قاری کے ذہن میں اب یہ سوال پیدا ہوگا کہ ''کیا اوپر دی گئی قران مجید کی آیت کی رو سے ہم مسلمانوں کو ایسی عالمی تنظیموں کی شمولیت سے روک دیا گیا ہے جو یہود و نصاریٰ کے قبضہٗ اختیار میں ہیں؟'' اس کا جوب بالکل واضح ہے۔

آج کے دور میں امیر غریبوں کے اوپر سوار ہے اور پوری دنیا میں امیر مما لک بقیہ پوری دنیا پر حکمراں بنے ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ان امیر مما لک نے ایک جماعت اپنی بنالی ہے اور اس وقت حالات کو ایسا سازگار کر لیا ہے کہ عنقریب وہ ایک ایسا حاکم لے آنے کی پوزیشن میں ہیں جو یروشلم میں بیٹھ کر ساری دنیا پر حکومت کر سکے اور وہ حاکم ہوگا دجاّل۔ اور مسلم مما لک کے وہ تمام لیڈر حضرات جنہیں اس دجاّلی فریب اور دھوکے کا ادراک ہی نہیں ہے اس وقت تقریباً تمام مسلم ملکوں پر حاکم بنے بیٹھے ہیں۔ اور وہ لوگ قران پاک کی اس تنبیہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان ہی عیسائی اور یہودیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات بڑھا رہے ہیں۔ جب تک یہ لوگ امت محمدیؐ کے اوپر حکمراں رہیں گے، امت قید میں رہے گی اور غربت اور بے بسی کی چکیّ میں پستی رہے گی اور یہ امت ان لوگوں کے خلاف کوئی مدافعانہ اقدام نہیں کر سکے گی جو اسلام کے خلاف اسرائیل کی شروع کی ہوئی جنگ میں اس کے ساتھ مشغول ہیں۔

اب ہم رِبا کی ایک ایسی شکل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جس کے ذریعہ دجاّل ان لوگوں کو جو اس کی حمائت کریں نوازتا ہے اور جو اس کی مخالفت کریں انہیں غربت کی آگ میں جھونک دیتا ہے۔ اس نے یہ کام ایک ایسا عالمی مالیاتی نظام لاگو کر کے کر دیا جس نے روپے کو بے قدر و قیمت کر دیا اور اس کو ایسے توڑا مروڑا کہ قانونی تحفظ کے ساتھ یہ روپیہ محض ایک آلہ بن گیا جس کے ذریعہ یہ چوری، عظیم دھوکوں اور دولت کے غاصبانہ قبضہ کے لئے استعمال ہونے لگا۔ اس کی ایک واضح مثال مزدوروں کے استحصال کی ہے جو روزانہ کی اجرت کے انعقاد کے ذریعہ ان کے ساتھ روا رکھی جا رہی ہے۔ آج کے دور میں حکومتوں نے یہ ضرورت محسوس کی کہ کم از کم اجرت کی ایک قانونی حد مقرر کر دیں تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مزدوروں اور سیٹھوں کے درمیان خونی فسادات شروع ہو جائیں۔

ہم اپنے قاری کی توجہ اپریل ۱۹۳۳ء کے ایک واقعہ کی طرف مبذول کراتے ہیں جس کے ذریعہ ان کی سمجھ میں بین الاقوامی مالیاتی نظام میں روپے اور دولت کی قانونی چوری کا طریقہ کار سمجھ میں آ جائے گا جو اس یہود و نصاریٰ کے گٹھ جوڑ کا بنیادی مقصد ہے۔ اس موقع پر امریکی حکومت نے ایک قانون لاگو کیا جس کے تحت امریکی شہریوں کے لئے سونے کے سکےّ، ان کی خام شکل اور سونے کے سرٹیفیکیٹ رکھنا جرم قرار دے دیا گیا، سونے کے سکوں کو لین دین کے لئے استعمال سے روک دیا گیا اور ان کی قانونی حیثیت کو ختم کر دیا گیا۔ یوں یہ سکےّ روپے کی طرح خرید و فروخت میں استعمال نہیں ہو سکتے تھے۔ اور حکومت نے یہ حکم جاری کیا کہ ایک خاص وقت تک یہ سکےّ کسی کے پاس نظر

آئے تو اس کو دس ہزار ڈالر کا جرمانہ یا چھ مہینے کی قید کی سزا ہوگی۔ ان سکوّں اور سرٹیفکیٹوں کے عوض امریکہ کے فیڈرل ریزروبینک نے جو ایک غیر سرکاری ادارہ ہے، کاغذی نوٹ (یعنی امریکی ڈالر) جاری کر دیئے اور ہر ایک اونس سونے کے عوض ۲۰ ڈالر کا نوٹ دیا جانے لگا۔ گویا ایک اونس سونے کا نعم البدل کاغذی نوٹ میں تبدیل کر دیا گیا۔ نتیجہ کے طور پر عوام دوڑ پڑی۔ قید اور جرمانہ سے بچنے کے لئے اپنے سونے کے سکوّں کے عوض ڈالر کے نوٹ تبدیل کروانے لگی۔ مگر جو لوگ سمجھ بوجھ رکھتے تھے انہوں نے سونے کو تبدیل کرنے کی بجائے مزید سونا خریدنا شروع کر دیا اور انہیں سوئس بنکوں میں بھیجتے چلے گئے۔ اور پھر اسی سال برطانیہ نے بھی امریکہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے ملک میں یہی کاروائی کی اور سونے کو تجارتی مقاصد کے استعمال سے روک دیا۔ انہوں نے صرف یہ کیا کہ اپنی کاغذی کرنسی پاؤنڈ اسٹرلنگ کو سونے کی ضمانت سے الگ کر دیا۔ جب امریکہ میں تمام کا تمام سونا کاغذی کرنسی میں تبدیل ہو گیا تو جنوری ۱۹۳۴ء میں امریکی حکومت نے اپنی مرضی سے اپنے کاغذی ڈالر کی قیمت میں ۴۱ فیصد کی کمی کر دی اور اس کے ساتھ ہی اپنے اس قانون کو جس کے ذریعہ سونا رکھنا ممنوع کر دیا گیا تھا ختم کر دیا۔ اب امریکی عوام پھر دوڑی کہ اپنے کاغذی نوٹوں کو واپس سونے میں تبدیل کرلے مگر اب ڈالر کی قیمت گرنے کی وجہ سے فی اونس سونے کی قیمت ۳۵ ڈالر ہو گئی تھی۔ اس عمل کے دوران عوام کی ۴۱ فیصد دولت لوٹ لی گئی۔ امید ہے کہ قاری کے ذہن میں یہ بات صاف ہو گئی ہوگی کہ لوٹ مار میں قانونی تحفظ کس طرح لٹیروں کو ملتا ہے۔ قران مجید فرقان حمید نے انتہائی وضاحت سے عوام کی دولت کو لوٹنے سے منع کیا ہے اور اسکو حرام قرار دیا ہے۔ سورۃ النساء اور سورۃ ہود میں یہ ممانعت اس طرح سے ہے:

''اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے مت کھاؤ، الاّ یہ کہ کوئی تجارت باہمی رضامندی سے وجود میں آئی ہو، اور اپنے آپ کو قتل مت کرو۔ یقین جانو اللہ تم پر بہت مہربان ہے۔'' (سورۃ النساء۔ آیت ۲۹)

''اور اے میری قوم کے لوگو! ناپ تول پورا پورا کیا کرو، اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو، اور زمین میں فساد پھیلاتے مت پھرو۔'' (سورۃ ہود۔ آیت ۸۵)

اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے بتادیا کہ جو کاروبار اور لین دین ناجائز منافع دے وہ رِبا ہے۔

اوپر بیان کئے گئے واقعہ میں فیڈرل ریزروبنک نے تجرباتی طور پر یہ اقدام اپنے ملک کے اندر اٹھایا تھا تا کہ یہ دیکھا جاسکے کہ نئے مالیاتی نظام کے ذریعہ بہت بڑے پیمانے پر دولت کا غیر قانونی انتقال دنیا کے کسی بھی ملک میں غیر محسوس طریقہ سے کیسے کیا جاسکتا ہے۔ یہ کام اس طرح انجام پائے گا کہ بے وقعت کاغذ کے نوٹ چھاپ کر اس کو بنی نوع انسان پر ٹھونس دیا جائے۔ جو اس نظام کے کرتا دھرتا ہیں وہ دنیا کی مختلف کرنسیوں کو نشانہ بنائیں گے اور ان کو مجبور کریں گے کہ ان کی قیمتیں گھٹا دی جائیں۔ اور یوں کاغذی کرنسی گرتی گئی اور عوام الناس بے خبر رہی اور بیچاری عوام کا تو نقصان ہوا مگر دوسروں کا منافع۔ ستمبر ۱۹۳۱ء میں برطانوی پاؤنڈ کی قیمت ۳۰ فیصد گرائی گئی جو ۱۹۳۴ء تک ۴۰ فیصد پر پہنچ گئی۔ اس کے بعد فرانس نے اپنی کرنسی فرانک کی قیمت کو ۳۰ فیصد گرا دیا۔ اٹالین لیرا کو ۴۱ فیصد تک اور سوئس

فرانک کو ۳۰ فیصد تک کم کر دیا گیا۔ اور اس لہر نے تقریبا تمام یورپی ممالک کو اپنے لپیٹ میں لے لیا اور یہ عمل ہر جگہ دہرایا گیا۔ یہاں تک کہ یونان نے تو حد کر دی کہ اپنی کرنسی کو یک دم ۵۹ فیصد کی حد تک نیچے لے آیا۔ اپنے پڑوسی کو اپنے سے نیچا دکھانے کی اس پالیسی نے اس صدی کی تیسری دہائی میں کھلبلی مچا دی۔ کرنسی کی قیمت کم کر کے اپنے ملک کی برآمدی اشیاء کو بین الاقوامی مارکیٹ میں سستا کیا گیا تا کہ ان کی برآمدات میں اضافہ ہو اور اُدھار چکانے میں آسانی ہو جائے اور اس کی وجہ سے قومی آمدنیوں میں شدید گراوٹ پیدا ہوئی، مال کی مانگ میں کمی پیدا ہوئی تو بڑے پیمانے پر بے روزگاری نے جنم لیا اور پوری دنیا میں تجارت شدید خسارے میں مبتلا ہو گئی، جس کو اس صدی کی دہائی کا ''پستی اور اداسی کا دور'' (The Great Depression) کہا گیا۔ اور اسی نے ایک نئے عالمی مالیاتی نظام کے نفاذ کے لئے راستہ ہموار کر دیا جس کا مقصد دنیا کی تجارتی اور مالیاتی معاملات کو درست کرنا تھا۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ ڈپریشن کا یہ دور جان بوجھ کر مصنوعی طریقوں سے پیدا کیا گیا تھا تا کہ نیا مالیاتی نظام ٹھونسا جا سکے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یورپ کی یہ متفقہ اور متحدہ چال ہم مسلمانوں کو جگا دیتی اور یہ احساس دلا دیتی کہ کاغذی نوٹوں کے اس ہیرا پھیری کے پیچھے یہود و نصاریٰ کا گٹھ جوڑ کیا گل کھلانے والا ہے۔ ہم تو نہ جاگے تاہم اس گٹھ جوڑ نے بالاخر کاغذی نوٹوں کی بنیاد پر ایک عالمی مالیاتی نظام کا نفاذ 'بریٹن ووڈز' کے مقام پر کر لیا۔ اسی بریٹن ووڈز معاہدہ (Bretton Woods Agreement) میں انہوں نے سونے اور ڈالر کے درمیان ایک رابطہ پیدا کر لیا جو بظاہر تو ٹھیک تھا مگر اس کے پس پردہ یہ حقیقت کارفرما تھی کہ اب کاغذی نوٹ بغیر کسی زرضمانت کے چھاپے جا سکتے تھے اور اس کا کاروباری دنیا میں حقیقی طور پر کسی قیمت کا ہونے سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ اس معاہدہ نے ۱۹۴۴ء میں آئی ایم ایف کے انعقاد کا راستہ ہموار کر دیا جس کا مقصد خصوصی طور پر اس بے ضمانت کاغذی کرنسی کے نظام کو عالمی مالیاتی نظام پر لاگو کئے رہنا تھا۔ یہاں تک کہ ۱۹۷۱ء میں یہ ڈھکی چھپی کاروائی بھی بے نقاب ہو گئی جب امریکہ اس عالمی معاہدہ کی اس شق سے منحرف ہو گیا کہ امریکی ڈالر کو سونے کی ضمانت حاصل ہو گی۔ حیرانگی اس بات کی ہے کہ اسلامی دنیا سے نہ کوئی آواز اس کے خلاف اٹھی اور نہ مسلمانوں کو خبردار کیا گیا کہ وہ اس فریبی نظام کے خلاف کاروائی کریں۔ مسلم علما اس بات پر مطمئن تھے کہ امریکی کاغذی ڈالر کو سونے کی ضمانت موجود ہے اس لئے کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے، مگر ۱۹۷۱ء کے بعد تو یہ ضمانت بھی باقی نہیں رہ گئی تھی اور اب تو یہ قانونی چوری ایک ننگی حقیقت کے طور پر سامنے آ گئی تھی۔ مگر ہمارے علماء کو ابھی تک یہ نظام حرام نہیں لگا۔ اور پھر پورا عالم اسلام اس گٹھ جوڑ کی اندھی تقلید میں اس پُرفریب مالیاتی نظام کے بل میں داخل ہو گیا۔ اور جب اس بدنیت اور بدشکل یورپی یہودی گٹھ جوڑ نے اپنی کالونیاں ختم کیں تو اس بات کو یقینی بنا لیا کہ تمام آزادی حاصل کرنے والی غیر یوروپی قومیں اس فریبی مالیاتی نظام سے منسلک رہیں اور آئی ایم ایف کی رکنیت ان کے ساتھ رہے۔ آئی ایم ایف کے معاہدہ کی ایک شق یہ ہے کہ سونے کو بطور روپیہ استعمال نہیں کیا جائے گا۔ صرف امریکی ڈالر کو سونے کی زرضمانت حاصل ہو گی۔

اس معاہدے کی شق نمبر۴، سیکشن ۲ (ب) یہ کہتی ہے:

''زرمبادلہ کے انتظام کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ (۱) ممبر ملک اپنے ملک کی کرنسی کی قیمت کو برقرار رکھنے کے لئے اپنی کرنسی

کوکسی دوسرے ممبر ملک کی کرنسی کے ساتھ منسلک کرلے جس کو وہ چاہے ماسوا سونے کے۔ یا(۲) باہمی اتفاق کے تحت ممبر ممالک اپنی کرنسی کی قیمت کو برقرار رکھنے کے لئے کسی اور ممبر ملک کی کرنسی کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ جوڑ لے۔ یا(۳) پھر کوئی اور معاہدہ باہمی اتفاق کے ساتھ کرلے۔''

اپریل ۲۰۰۱ء میں امریکی کانگریس مین 'ران پاؤل' نے ایک خط امریکی ٹریزری ڈیپارٹمنٹ اور فیڈرل ریزروبینک (جو کہ ایک پرائیویٹ ادارہ ہے) کو بھیجا اور ان سے یہ استفسار کیا کہ آخر ایسا کیوں ہے کہ وہ اپنے ممبر ممالک کو سونے کی زرضمانت کے ساتھ کرنسی جاری کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اس خط کے مندرجات یوں تھے:

جناب عالی!

میں یہ خط آئی ایم ایف کے معاہدہ کے آرٹیکل ۴، سیکشن ۲ب کے متعلق لکھ رہا ہوں۔ آپ کے علم میں ہوگا کہ اس شق کی تشریح اس بات کی متقاضی ہے کہ آئی ایم ایف کے ممبر ممالک اپنی کرنسی کو سونے کے ساتھ نہیں جوڑ سکتے۔ اس طرح آئی ایم ایف ان ملکوں کو جو غیر مستحکم مالیاتی بحران سے دوچار ہیں اس بات سے روک رہا ہے کہ وہ اپنی کرنسی کو ایک ایسے ذریعہ سے مستحکم کر سکیں جو سب سے بہترین ذریعہ ہے۔ اس پالیسی کی وجہ سے ممبر ملک کو اپنی متزلزل مالیاتی حالت سے نکلنے میں نہ صرف یہ کہ وقت لگے گا بلکہ انکی مالیاتی ترقی کو بھی روکے گا جو سیاسی اور مالیاتی کمزوریاں پیدا کردے گا۔ میں یہ امید رکھتا ہوں کہ ٹریزری اور فیڈرل ریزرو دونوں یہ وضاحت کریں گے آخر کیوں امریکہ ایک ایسی گمراہ کن پالیسی کو بلاتردد قبول کئے ہوئے ہے؟ اگر آپ کو مزید تفصیلات درکار ہوں تو برائے مہربانی میرے قانونی ڈائریکٹر مسٹر نارمن سنگلٹن سے رابطہ کریں۔ آپ کے تعاون کا شکریہ۔

ران پاؤل

حیران کن بات یہ ہے کہ آج تک نہ تو محکمہ مال نے اور نہ ہی فیڈرل ریزروبینک نے اس خط کا جواب دیا اور نہ ہی کسی تفصیل سے آگاہ کیا ہے۔ اور اس کے جواب نہ دینے کی وجہ صرف یہ ہے کہ جواب ہے ہی نہیں کہ دیا جائے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اس مالیاتی نظام کو آئی ایم ایف کے ذریعہ لاگو کرنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ دنیا کو مالیاتی غلامی میں جکڑ لیا جائے اور یہود و نصاریٰ کے اس گٹھ جوڑ کے تابع کردیا جائے جو آج ساری دنیا پر چھایا ہوا ہے۔ آئی ایم ایف نے اس نئے نظام کو لاگو کرنے کے لئے عجیب وغریب اور نئی اصطلاحات استعمال کیں اور مسلمانوں نے ایسی چیزیں پہلے کبھی سنی ہی نہیں تھیں۔ ایسے اصطلاحات جیسے ''مقامی (کاغذی) کرنسی''، یعنی وہ کرنسی جو کسی ملک کے اندر لین دین کے لئے استعمال ہو اور ''فارین ایکس چینج'' یا زرمبادلہ یعنی وہ کرنسی جو ملک سے باہر کی تجارتی خرید وفروخت کے لئے استعمال ہو، دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ اگر ملائیشیا کے مسلمان کچھ سامان اپنے پڑوسی انڈونیشیا کو بیچنا چاہیں تو وہ سامان خریدنے کے لئے انڈونیشیا کو سب سے پہلے اپنے سونے کے عوض زرمبادلہ خریدنے کی ضرورت پڑے گی۔ اور یہ زرمبادلہ یا تو یورپی کرنسی

میں ہے یا پھر امریکی ڈالر میں۔ اور یوں ایک جال بچھ گیا اور یورپی کرنسی کی مانگ میں اضافہ ہو گیا اور ڈالر کو تو یوں بھی ''ہارڈ کرنسی'' سمجھا جاتا تھا۔نتیجہ کے طور پر جب تک یہ پُرفریب اتحاد یورپی کرنسی کی مانگ کو یقینی بنائے رکھے یورپی ممالک بغیر کسی ضمانت کے کاغذی کرنسی چھاپتے چلے جائیں اور بغیر کسی چیز کے دولت کے انبار لگالیں۔ اس مکروفریب کے پیچھے یہ مقصد کارفرما تھا کہ دنیا کی تمام دیگر کرنسیوں کے مقابلے میں مغربی کرنسی کی قیمت میں مستقل اضافہ ہوتا رہے۔ اور اس مقصد کو بہ خوبی پورا کرنے کے لئے دیگر ممالک کو یا تو پٹی پڑھا کر یا پھر کوئی دھونس دے کر انکے اپنے ملک کی کرنسی کی قیمت کو کم کرایا جائے۔ اس طرح ایک طرف قیمت گھٹتی رہی تو دوسری طرف چڑھتی رہی اور غریبوں کا سرمایہ امیروں کے لئے دولت کے ڈھیر لگاتا چلا گیا۔ اس کاروئی کے نتیجہ میں مزدوروں کو غلامانہ اجرت پر کام کرنے کے لئے مجبور کیا گیا تو دوسری طرف ان لوگوں کو جنہوں نے آئی ایم ایف اور ایسے ہی دیگر یورپی کمرشل بنکوں اور اداروں سے، جو ہنسی خوشی ادھار دینے کو تیار رہتے ہیں، پیسے لئے ہوئے تھے عدم ادائیگی کی صورت میں قیدی بنالیا گیا۔ اس لئے کہ گری ہوئی کرنسی سے ادھار لی ہوئی ان رقوم کی واپسی بمع سود انتہائی مشکل ہوتی چلی جاتی ہے۔جن ممالک پر ان کی نظر کرم تھی وہ ان کے امداد اور قرض کے جال میں پھنستے چلے گئے اور جیسے جیسے ان رقوم کی واپسی اپنی گری ہوئی کرنسی سے کرنے کی کوشش کرتے مزید بے دست و پا ہوتے جاتے۔ اور یہ سب کچھ حادثاتی طور پر تو نہیں ہوا۔ انتہائی حیرت انگیز بات یہ ہوئی کہ اس نئے مالیاتی نظام نے یہ کاروائی کی کہ معمولی ریزرو بنکوں کو سود پر قرضے دینے کی سہولت فراہم کردی جب کہ ان بنکوں کے پاس اپنے پیسے تھے ہی نہیں۔ اور یہ بھی ایک قانونی دھوکہ تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اسلام کے مفتیوں کو نہ تو ان ریزرو بنکوں کے بارے میں، نہ ان اسطلاحات سے کوئی واقفیت ہے اور نہ ہی اس بین الاقوامی مالیاتی نظام کے بارے میں تسلی بخش علم ہے جس کا اس مضمون میں مختصراً تذکرہ ہوا ہے۔ اور شائد جب 'الیکٹرانک روپیہ' عام ہو جائے گا اور یہ مفسدانہ مالیاتی نظام مضبوطی سے جڑ پکڑ لے گا تو شائد یہ لوگ اس کو بھی حلال قرار دے دیں گے۔ آئی ایم ایف کے وجود میں لانے کا واحد مقصد یہ تھا کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ کرنسیوں کی قیمت کم کرنے کے لئے جو اقدامات اٹھائے جائیں ان کو کسی مزاحمت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اس کے معاہدے میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ''دنیا کی تجارتی ترقی میں رکاوٹ ڈالنے والی فارین ایکس چینج کی مزاحمت کو روکنے میں مددگار ہوگی۔'' اس شق کے تحت جب فارین ایکس چینج کی رکاوٹ کو دور کر دیا جائے گا تو جس کرنسی کے خلاف کاروائی ہوگی وہ ہر طرف سے حملے کا شکار ہو جائے گی اور جیسے جیسے یہ کرنسی اپنی قیمت کھوئے گی دوسروں کے لئے منافع کے انبار لگ جائیں گے۔ یہ بین الاقوامی مالیاتی نظام جس نے بریٹن ووڈز کانفرنس میں جنم لیا ابتک بنی آدم کو جس میں تقریباً مکمل اسلامی دنیا بھی شامل ہے کامیابی سے اپنا غلام بنالیا ہے اور غربت وافلاس میں مبتلا کر دیا ہے۔ اور جب الیکٹرانک روپیہ عام ہو جائے گا تو پھر مکمل مالیاتی غلامی کا پھندا گلے میں ہوگا۔ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر مسلمان اس غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لئے اللہ کی طرف سے مدد چاہتے ہیں تو ان کو فوری طور پر اس کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا پڑے گا اور سوچ بچار کے ساتھ ایک مناسب کاروائی کرنی پڑے گی۔ تو پھر اس کا ردعمل کیا ہونا چاہئے؟ آخر شروعات کہاں سے ہو؟

ہمارا ردعمل

اگر مسلمانوں کو کسی بھی وقت یہ احساس ہو جائے کہ اپنے آقا و مولا سید الرسل حضرت محمد ﷺ کی سنت کو چھوڑ کر وہ یہودیوں کے بچھائے ہوئے مالیاتی نظام کے جال میں پھنس کر ''گوہ کے بل'' میں گھس گئے ہیں، تو انہیں فوری طور پر اپنا رخ موڑ کر واپسی کی طرف لوٹنا چاہیئے اور جس سنت رسولؐ کو چھوڑ بیٹھے تھے اس کو اپنانا چاہیئے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ اور پھر ایسی سنت جو بڑی مضبوطی سے قران کے احکام سے جڑی ہوئی ہو جیسے سونے کا دینار اور چاندی کا درہم، تو ایسی صورت میں تو اللہ سے بھی اپنی غلطی کی معافی اور مغفرت مانگنی چاہیئے اور جلد از جلد اس غلطی کا ازالہ اس طرح کرنا چاہیئے کہ اس برائی کے خلاف ایک بھرپور جدوجہد شروع کردیں اور جو کھودیا ہے اسے پھر سے حاصل کریں۔ تو پھر یہ جدوجہد کیسے شروع کی جائے اور مسلم امہ کو اس سلسلہ میں کیا کرنا چاہیئے؟

پہلا قدم

سونے اور چاندی کے سکوّں کی ڈھلائی۔ یہ سکے ہماری مذہبی فرائض جیسے زکوٰۃ کی ادائیگی، حق مہر اور فریضہ حج وغیرہ کے بھی کام آئے گا اور ساتھ ہی یہ ہمارے مال کا محفوظ ذخیرہ بن جائے گا جو کاغذی کرنسی کی قیمت گھٹنے کے مقابلہ میں نقصانات سے بچاؤ میں معاون اور مددگار ہوگا۔ ان سکوں کی ڈھلائی اور فروخت سے غربا کو تو شائد فوری مدد نہ مل سکے اس لئے کہ ان کے لئے تو شائد ایک دینار بھی خریدنا ممکن نہ ہو۔ مگر فوری طور پر سکوّں کی یہ ڈھلائی اور اس کی فروخت یقیناً عوام کی ذہنی تربیت میں مدد دے گی۔ اور پھر جب سونے اور چاندی کے یہ سکے بازار میں عام لین دین کے لئے داخل ہو جائیں گے اور ان کے ذریعہ تجارت شروع ہو جائے گی تو یہ مسنون روپیہ اپنی اصل شکل میں آجائے گا اور کاغذی کرنسی کی فریب کاری واضح ہو جائے گی۔ کیونکہ اصول یہ ہے کہ اچھائی برائی کو کھا جاتی ہے۔ سونے اور چاندی کے سکئے کو قانونی حیثیت دینے کی وجہ سے ہمیں فریب کے اس عالمی گٹھ جوڑ بشمول مسلم ممالک میں موجود ان کے حواری اور حاشیہ بردار اور دنیا بھر کے تمام بنکوں سے بڑے شدید ردعمل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور ہماری تمام کوششوں کو ناکام کرنے اور اس کے خلاف کاروائی کرنے میں مشغول ہو جائیں گے۔ اس لئے ہمارے اسلامی نظام کو بنیادی طور پر اس بات پر توجہ دینی ہوگی کہ ہمارے قوانین میں وہ ترمیم ہو جس کے تحت ان سکوّں کو عام بازاری استعمال میں لایا جا سکے۔ عوام کو یہ تربیت دینی پڑے گی کہ وہ یہ سوال اٹھائیں کہ درہم اور دینار کو کیوں کاروباری لین دین میں استعمال نہیں کیا جا رہا ہے؟ اور اس سوال کا جواب دنیا کی کوئی حکومت نہیں دے سکتی ہے اس لئے کہ اس کا جواب تو آئی ایم ایف کے پاس بھی نہیں ہے۔ اس ظالمانہ نظام کے خلاف ایک بھرپور جدوجہد کا آغاز مسنون طریقوں سے ایسے ہی ہونا چاہیئے جیسے نبی پاک سرور کائنات رحمت اللعالمین ﷺ نے ظلم کے خلاف جہاد برپا کر کے کیا تھا۔ اس مسنون طریقہ کے رو سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ سب سے پہلے ہم ایک بڑے پیمانے پر عوام کی تربیت کا انتظام کریں۔ اور اس مضمون کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے کہ عوام تک بات پہنچائی جائے۔ ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ عام مسلمان اس پُرفریب مالیاتی نظام اور اس کی برائیوں کو شائد اچھی طرح نہ سمجھ سکیں، ہاں

مگر یہ کہ علما اس کو جان لیں اور ان کو اس کا اچھی طرح ادراک ہو جائے کہ اس کی کیا اہمیت ہے اور وہ اسکے تدارک کے لئے جدوجہد کے لئے ڈٹ جائیں۔ شائد اس حدیث مبارک کو مسلمانوں میں عام کر دینے سے کچھ مدد مل سکے جس میں حضور پاک ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ "ایک وقت ایسا آئے گا جب علماء اسلام، اسلام کو ایسا دھوکا دیں گے کہ وہ آسمان کے نیچے رہنے والے سب سے گھٹیا لوگوں میں شمار ہو جائیں گے اور پھر اسلام میں سوائے اس کے نام کے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا" یا " زیادہ دیر نہیں کہ وہ وقت آجائے گا جب اسلام میں سوائے اس کے نام کے اور کچھ نہیں بچے گا، قران میں سوائے تحریر کے کچھ نہیں رہے گا۔ ان کی مساجد عظیم الشان ہونگی مگر ان میں سے ہدایت نہیں ملے گی۔ اور اس وقت اس کے علماء آسمان کے نیچے سب سے ذلیل لوگ ہونگے۔" (سنن ترمذی)

دوسرا قدم

ہمارا دوسرا قدم یہ ہونا چاہیئے کہ دور دراز کے دیہاتی علاقوں کے لوگ کاغذی کرنسی یا الیٹرانک روپیہ میں لین دین سے انکار کر دیں۔ مثال کے طور پر انڈونیشیا کے کسان یہ مطالبہ کریں کہ ان کے چاول کی قیمت کی ادئیگی دینار میں کی جائے۔ ان کی اس بات سے انکار کی صورت میں ان کا چاول ہی ان کی خرید وفروخت کا نعم البدل ہو جائے گا اور یہ بطور روپیہ کے استعمال ہوگا۔ گو کہ یہ استعمال ایک عارضی بندوبست کے طور پر اور چھوٹی موٹی لین دین کے سلسلہ میں کیا جاسکے گا مگر کم از کم مسنون روپیہ تو لین دین کے استعمال میں آجائے گا خواہ چھوٹے درجہ پر ہی کیوں نہ ہو۔ شہر کے معاملات اس وقت تک الیکٹرانک روپیہ کے چنگل میں گرفتار رہیں گے جب تک یہ پرفریبی گٹھ جوڑ دنیا پر حکمراں رہے گا۔ مگر یہ چھوٹا سا اٹھایا ہوا قدم اس مسنون روپیہ کے استعمال کو آگے ہی آگے بڑھائے گا اور دیہاتوں سے شہروں کی طرف رواں ہوگا یہاں تک کہ اللہ کے آخری نبی ﷺ کی یہ پیشنگوئی پوری ہوگی: "حضرت ابوبکر ابن مریمؓ نے فرمایا کہ انھوں نے حضور نبی اقدس ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک وقت بنی آدم پر آئے گا جب کوئی چیز سوائے درہم و دینار کے کام نہ آئے گی۔" (مسند احمد)

اہم نوٹ

ا۔ قران مجید نے کاروبار اور سودی لین دین کے درمیان وضاحت کر دی ہے۔ ہر کاروباری سودے میں نقصان کا احتمال ہوتا ہے جس کی وجہ سے یا تو کاروبار میں منافع ہوتا ہے یا یہ نقصان سے دوچار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر معاملہ میں اپنا عمل دخل رکھتا ہے اور اسی کاروبار سے کسی کو کچھ 'دے دیتا ہے' اور کسی سے کچھ 'لے لیتا ہے'۔ اور اس طرح سے اللہ باری تعالیٰ دولت کو گردش میں رکھتا ہے۔ اور یوں امیر نہ تو ہمیشہ امیر رہتا ہے اور نہ غریب ہمیشہ غربت کی چکی میں پستا رہتا ہے۔ جب پیسہ سود پر دیا جاتا ہے، تو ادھار دینے والا ہر قسم کے مالی نقصان سے اپنے آپ کو ممکن حد تک محفوظ کر لیتا ہے۔ اور اس اصول کے تحت دیا ہو روپیہ گردش میں نہیں آتا۔ امیر ہمیشہ امیر رہتا ہے اور غریب ہمیشہ غریب ہی رہتا ہے۔ مثال کے طور پر انتہائی غریب انڈونیشی مسلم خواتین کو مجبوراً سنگاپور کے غیر مسلم امیر گھرانوں میں نوکری کرنی پڑتی ہے جب کہ وہ لوگ مسلمانوں سے شدید مخالفت رکھتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ سور حرام ہے انہیں وہاں سور کا گوشت پکانا پڑتا

ہے اور چوبیس گھنٹے بغیر کسی چھٹی کے اور آرام کے چند ٹکوں کے عوض کام کرنا پڑتا ہے۔

۲۔حضرت عبداللہ بن ابی عوفیؓ نے فرمایا: ''ایک آدمی بازار میں کچھ سامان بیچنے کے لئے لایا اور یہ جھوٹی قسم کھائی کہ اس کو اس مال کی فلاں قیمت مل رہی تھی جب کہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ آل عمران کی یہ آیت مبارک نازل فرمائی: ''جو لوگ اللہ سے کئے ہوئے عہد اور اپنی کھائی ہوئی قسموں کا سودا کر کے تھوڑی سی قیمت حاصل کر لیتے ہیں، ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ اور قیامت کے دن نہ اللہ ان سے بات کرے گا نہ انہیں دیکھے گا، نہ انہیں پاک کرے گا۔ اور ان کا حصہ تو بس عذاب ہوگا انتہائی درد ناک۔'' (آل عمران۔ آیت ۷۷)۔ پھر حضرت ابن ابوعوفیؓ نے کہا ایسا شخص رِبا میں بری طرح ملوث ہے'' (بخاری)۔ ایسا لین دین جو دھوکہ پر مبنی ہو جیسے کہ بازار کی قیمت کو چھپانے یا غلط بتانے سے سودے کو بازار کی اصل قیمت سے زیادہ یا کم قیمت پر خریدا یا بیچا جا سکتا ہے اور اس طرح کاروبار کرنے والا ایسا زیادہ منافع کما سکتا ہے جو اس سودے پر جائز نہ تھا۔ ہم اس سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ دھوکہ دہی کے ساتھ ایسا کاروبار کرنا جس سے ایسا منافع کمایا جا سکے جو اس کا حق نہ ہو، رِبا ہے۔ موجودہ کاغذی نوٹ کا اجراء ایسا ہی ہے جس میں اس کی قیمت لگاتار گرتی رہتی ہے اور ان کرنسیوں کے بنانے والے کو مستقلاً فائدہ ہی ہوتا رہتا ہے جس کے یہ حقدار نہ تھے۔ اس لئے اس کو رِبا کے زمرے میں رکھ کر حرام قرار دیا جانا چاہئے۔

۳۔ میرے ویب ماسٹر نے مجھے یہ اطلاع دی کہ آئی ایم ایف کا کوئی رکن مستقل ہماری ویب سائٹ پر آتا ہے، اُس نے اُس سے درخواست کی ہے کہ اگر ہم غلطی پر ہیں تو ہماری غلطی کی نشان دہی کرے۔

۴۔ میری کتاب ''قران میں یروشلم'' (Jerusalem in the Qur'an) میں ایک مستقل باب ''اسلام میں یاجوج و ماجوج'' کے اوپر موجود ہے جو اس موضوع پر روشنی ڈالتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درہم و دینار

مستقبل کے اسلامی سکے

از

شیخ عمران نذر حسین

ترجمہ

ابو عمار سلیم

THE GOLD DINAR AND SILVER DIRHAM: ISLAM AND THE FUTURE OF MONEY

Imran N. Hosein

Published By

MASJID JAMI'AH

CITY OF SAN FERNANDO

TRINIDAD AND TOBAGO

76 Mucurapo street,

San Fernando.

Trinidad and Tobago